TQ Lesson 198 Surah Namal Ayat 45-59 tafseer

تلاوت آپ نے سنی اور آپ یہ محسوس بھی کر رہی ہوں گی کہ آپ ان واقعات کو پہلے بھی پڑھ چکی ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ بار بار قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور کس لئے؟ تاکہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں آپ نے پچھلی آیتوں میں فرعون کا جو **تَمَرُّد** (غرور،تکبر) تھا فرعون کا جو استکبار تھا اور اس کا انکار کرنا پڑھا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکر گزاری بھی ہمارے سامنے آئی تھی دونوں ہی وقت کے بادشاہ تھے لیکن ایک بادشاہت کی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ عبدیت کا کمال اور جمال بھی لئے ہوئے تھا اور دوسرا جو تھا وہ دولت کے نشے میں تھا کبر اس کے اندر آ گیا اور وہ کون تھا فرعون اور تیسری طرف ملکۂ سبا جو فرعون کی طرح نہیں تھی وہ بھی ملکہ تھی لیکن جب حق اس کے سامنے پورے دلائل کے ساتھ پوری وضاحت کے ساتھ پورے حسن کے ساتھ پیش کیا گیا تو اس نے سر اطاعت خم کر دیا اور اب آپ یہاں پر دیکھیں گے کہ عرب کی اقوام باعدہ میں سے دو قوموں کا ہمیں ذکر مل رہا ہے باعدہ مطلب دور کی قومیں پرانی قومیں اس میں ایک ہے ذکر قوم ثمود کا اور آج کے سبق میں دوسرا ذکر کس کا ہے قوم لوط کا تو اللہ تعالیٰ اب یہاں پر قوم ثمود اور قوم لوط کا ذکر کیوں کر رہے ہیں کہ ان کا فساد ان کا انجام اس پر غور تو کرو تاکہ قریش یہ نہ سمجھیں کہ یہ لوگ تو دور کے ملکوں کے لوگ تھے تو اللہ تعالیٰ کیا بتانا چاہتے ہیں یعنی جیسے پیچھے جو واقعات پڑھے تو مصر ہے یا فلسطین ہے یا یمن ہے تو اب اللہ تعالیٰ کیا کر رہے ہیں کہ خود ان کے اپنے ملک کے اندر کی قوموں کے واقعات ان کو سنا رہے ہیں کیونکہ قوم ثمود، قوم لوط ان کے قریبی علاقوں سے تعلق رکھتی تھیں تاکہ وہ ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور اس طرح اہلِ قریش استکبار نہ کریں جس طرح ان قوموں نے کیا تو پھر ان کا انجام کیا ہوا ان کے بھی عالی شان کھنڈرات تھے ان کے اندر بھی سردار تھے ان کو اپنی سرداری پر بڑا زُعم تھا لیکن کیا ہوا کہ ان کے عالی شان جو محل تھے وہ کھنڈر بن کر رہ گئے تو عبرت کے لئے واقعات کو بار بار پیش کیا جاتا ہے

آیت نمبر 45. وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ
ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو، تو یکایک وہ دو متخاصم فریق بن گئے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ ہم نے روانہ کیا ہم نے بھیجا **إِلَىٰ ثَمُودَ** ثمود کی طرف **أَخَاهُمْ** اُن کے بھائی کو **صَٰلِحًا** حضرت صالح علیہ السلام کو **أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ** کہ اللہ کی بندگی کرو تو یہ پیغام دے کر اللہ تعالی نے حضرت صالح علیہ السلام کو قومِ ثمود کی طرف بھیجا اور پیغام کیا تھا توحید کا۔ **أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ** کہ اللہ کی بندگی کرو **فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ** تو یکایک وہ ہو گئے دو گروہ **فَإِذَا** کے معنی کیا ہیں اچانک ،فوراً وہ ہو گئے **فَرِيقَانِ** دو گروہ تو ان میں دو گروہ بن گئے جونہی حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا آغاز ہوا قوم دو گروہوں میں بٹ گئی اور کیا کرنے لگی **يَخْتَصِمُونَ** جھگڑا کرنے لگی اور دو گروہ کون سے تھے ایک ایمان لانے والوں کا اور دوسرا گروہ انکار کرنے والوں کا تو آپ دیکھ لیجئے یہاں پہ اللہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ قومِ ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بھیجا اور قومِ ثمود کی خاص بات کیا تھی جو آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں کہ وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتی تھی ٹھوس چٹان کو کاٹ کاٹ کر تراش تراش کر گھر بناتی تھی اور فنِ تعمیر میں یہ بڑی مشہور تھی اور وادیوں میں بھی اونچے اونچے محل بناتی تھی تو تہذیب اور ثقافت میں یہ قوم مشہور تھی لیکن یہ کہ اللہ

تعالی نے ان کی طرف بھیجا ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو۔ بھائی سے مراد کیا ہے ان کی قوم میں سے، قومی بھائی تھے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا یہ ایک جلیل القدر پیغمبر تھے اور کتنا عرصہ انہوں نے قومِ ثمود کو دعوت دی ؟ حضرت نوح علیہ السلام نے کتنی دی ؟ 950 سال اور حضرت صالح علیہ السلام نے بھی ایک کثیر مدت، بہت لمبی مدت ان کو دعوت دی اور دعوت کیا تھی؟ توحید کی تو جو بات اللہ تعالیٰ واضح کر کے پیش کر رہے ہیں جس کو عبرت کے لئے پیش کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جوں ہی حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا آغاز ہوا تو ان کی قوم دو گروہوں میں بٹ گئی قوم کے اندر بحث نزع جھگڑے کی کیفیت پیدا ہو گئی تو دعوت اور اس کا رد عمل کیا تھا کہ قوم دو گروہوں میں بٹ گئی تو ایک گروہ ایمان لانے والا اور دوسرا انکار کرنے والا جیسے آپ دیکھیں کہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں سورت الاعراف میں بھی بتاتے ہیں۔ **قَالَ ٱلْمَلَأُ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا۟ مِن قَوْمِهِۦ لِلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ لِمَنْ ءَامَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۚ قَالُوٓا۟ إِنَّا بِمَآ أُرْسِلَ بِهِۦ مُؤْمِنُونَ (75) قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا۟ إِنَّا بِٱلَّذِىٓ ءَامَنتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ (76)۔** اس کی قوم میں سے جو سردار اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے تھے انہوں نے ان لوگوں سے جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کہا کیا واقعی تم یہ جانتے ہو کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے انہوں نے جواب دیا ہم اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس کو لے کر وہ بھیجے گئے ہیں(تو یہ ہو گیا ایک گروہ) ان متکبرین نے کہا جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے کافر ہیں (یہ تھا دوسرا گروہ) سورت الاعراف آیت 75 اور 76 کو آپ پڑھ لیجئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جونہی دعوت ملی جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے یعنی قوم کے اندر سرداروں نے کچھ لوگوں کو اپنا مطیع بنا کر رکھا ہوا تھا تو انہوں نے کیا کیا ؟ دین اسلام کو فوراً ہی قبول کر لیا اور جو متکبرین تھے انہوں نے کہا جس چیز پر تم ایمان لاتے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں تو جھگڑا کیا تھا ایمان کا اور کفر کا جھگڑا تھا اور آپ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں دعوت دی تو وہاں بھی مکہ میں دو گروہ بن گئے اور اس میں آپ پر ایمان کون لائے جو زیادہ تر غریب لوگ تھے غلام طبقہ تھا اور پھر کیا تھا کسی کی بیوی کسی کا شوہر کسی کا بیٹا کسی کی بیٹی مختلف جو رشتے تھے ایمان لائے تو گھروں کے اندر ایک نزع کی کیفیت پیدا ہو گئی تو دین اسلام جب بھی صحیح روح کے ساتھ صحیح طریقے سے پورے دلائل شواہد کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تو تلاطم آ جاتا ہے ایک طوفانی کیفیت پیدا ہوتی ہے ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوتی ہے

آیت نمبر 46. قَالَ يَٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
ترجمہ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا ""اے میری قوم کے لوگو، بھلائی سے پہلے بُرائی کے لئے کیوں جلدی مچاتے ہو؟ کیوں نہیں اللہ سے مغفرت طلب کرتے؟ شاید کہ تم پر رحم فرمایا جائے؟"

قَالَ يَٰقَوْمِ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم تو یہاں پر کیا بات ہے کہ کافر قوم ہے جھگڑا کر رہی ہے لڑائی کر رہی ہے دین کا انکار کر رہی ہے لیکن حضرت صالح علیہ السلام پھر بھی اس کو **يَٰقَوْمِ** کہہ کر پکارتے ہیں اے میری قوم! اے میرے پیاروں! اے میرے لوگوں! اے میرے اپنوں **لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ** تم کس لئے جلدی مچاتے ہو **لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ** تم کیوں عجلت کرتے ہو؟ تم کیوں جلدی چاہتے ہو **بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ ۖ** حسانات سے پہلے **السَّيِّئَةِ** بُرائی۔ تو اے میری قوم کے لوگوں! بھلائی سے پہلے بُرائی کے لئے تم جلدی کیوں مچاتے ہو اصل میں قومِ صالح کیا کر رہی تھی شرک کر رہی تھی پیغمبر کا انکار کر رہی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان نہیں لا رہی تھی تو پھر اللہ

تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو کیا معجزہ دیا ؟اونٹنی کا معجزہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک کہ اس پہاڑ میں سے اونٹنی پیدا نہ ہو جائے تو ہم مانیں گے نہیں اونٹنی کا معجزہ دیا گیا انہوں نے اس کا بھی انکار کیا اور پھر انہوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام جب ان کو ڈرا رہے تھے ان کو سمجھارہے تھے تو وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے کیوں نہیں آتا سورت الاعراف آیت 77 **وَقَالُواْ يَصَٰلِحُ ٱئۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ** اے صالح لے آ وہ عذاب ہم پر جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ تو یہاں پر **السَّيِّئَةِ** سے مراد کیا ہے؟ برائی ، برائی سے مراد کیا ہے؟ عذاب ،جب حضرت صالح علیہ السلام ان کو یہ بتاتے تھے کہ تم جو نافرمانی کر رہے ہو تم جو گناہ کر رہے ہو اس پر اللہ سے معافی نہیں مانگ رہے اور شرک کو چھوڑ کر توحید اختیار نہیں کر رہے تو تم پر **سَّيِّئَةِ** آ جائے گا تم پر عذاب آ جائے گا تو وہ کہتے تھے پھر وہ عذاب آ کیوں نہیں جاتا جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو تو اب حضرت صالح علیہ السلام انہیں سمجھا رہے ہیں کہ **لَوۡلَا تَسۡتَغۡفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ** کیوں نہیں تم اللہ سے مغفرت طلب کرتے تاکہ اللہ تم پر رحم کر دے۔ شاید کہ تم پر رحم کیا جائے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں قوم ہے کہ انکار کر رہی ہے اور ایک بات ہمیں اور پتہ چلتی ہے کہ انسان نے زندگی میں کتنے ہی گناہ کیوں نہ کئے ہوں لیکن جب انسان استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالی نہ صرف گناہ معاف کرتا ہے بلکہ استغفار کے نتیجے میں رحمت نازل کرتا ہے جب اللہ تعالی کسی قوم کے استغفار کو قبول کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالی اس کو نوازتا چلا جاتا ہے پھر اللہ تعالی اس پر رحم کرتا ہے رحم کیا ہوتا ہے؟ ایمان کی توفیق دینا، ایمان میں ترقی دینا، دنیا بھی دینا اور پھر آخرت بھی دینا اور آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچانا اور جنت میں داخل کرنا **لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ** شاید کہ تم پر رحم کیا جائے

آیت نمبر 47. قَالُواْ ٱطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَۚ قَالَ طَٰٓئِرُكُمۡ عِندَ ٱللَّهِۖ بَلۡ أَنتُمۡ قَوۡمٞ تُفۡتَنُونَ

ترجمہ۔ انہوں نے کہا "ہم نے تو تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو بد شگونی کا نشان پایا ہے" حضرت صالح علیہ السلام نے جواب دیا "”تمہارے نیک و بد شگون کا سر شتہ تو اللہ کے پاس ہے اصل بات یہ ہے کہ تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے"

قَالُواْ اب انہوں نے کہا، اب وہ بولے **ٱطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ** اب انہوں نے کیا کہا (کہ قوم کے لوگ ایمان لانے کی بجائے اقرار کرنے کی بجائے، آپ کی دعوت کا اثر قبول کرنے کی بجائے، وہ بہت ہٹ دھرمی پر پہنچے ہوئے تھے) تو اب وہ کیا کرتے ہیں ؟ وہ حضرت صالح علیہ السلام اور جو ایمان لانے والے ساتھی تھے ان پر ایک الزام لگاتے ہیں اور الزام کس چیز کا ہے ؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے لئے فالِ بَد ہو **قَالُواْ ٱطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ** اب وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو **ٱطَّيَّرۡنَا** بد شگونی کا نشان پایا ہے ، نحوست کا نشان پایا ہے فالِ بَد پایا ہے **قَالُواْ ٱطَّيَّرۡنَا** اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ شد ہے یہاں پہ دو دفعہ بہت زیادہ اس بات میں شدت ہے کہ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ ہم تو تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں۔ یہ **طَّيَّرۡنَا** " اصل میں " تَطَيَّرۡنَا " ہے،اس کی اصل کیا ہے **(ط ی ر)** اور طیور جمع کے لئے بھی آتا ہے۔لیکن طیر خود بھی اسم جنس ہوتا ہے اور یہاں پر **طیر** کا مطلب اڑانا ہے یعنی عرب جب کسی کام کا یا سفر کا ارادہ کرتے تو پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب اڑتا تو اس کو نیک شگون قرار دیتے اور سمجھتے کہ یہ کام میں کرلوں تو یہ میرے لئے ٹھیک ہے سفر شروع کر لیتے تجارت کر لیتے نکاح کر لیتے جو وہ کام کرنا چاہتے اگر وہ بائیں جانب

اڑتا تو اسے بدشگونی سمجھتے اس کام سے یا اس سفر سے رک جاتے تو اب یہاں پر وہ کیا کہتے ہیں کہ تمہاری یہ جو تحریک ہے یہ جو تم ایمان کی دعوت دے رہے ہو یہ ہمارے لئے کیا ہے؟ **ٱطَّيَّرْنَا** ہمارے لئے سخت منحوس ثابت ہوئی ہے اب ویسے تو اس کا مطلب اڑانا ہے تو پھر وہ لوگ اس کو منحوس کیوں کہتے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ ان کا معاملہ یہ تھا کہ یہ جو لفظ ہے **ٱطَّيَّرْنَا** کا یہ عام طور پر بدفعلی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے وہ یہ سمجھتے تھے کہ تیری دعوت تیرے وجود کی وجہ سے ہماری قوم کے اندر لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے ، ہمارے لوگ آپس میں اس وجہ سے اب پریشان ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے کہ بدشگونی کا اس کو ذریعہ قرار دیتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے معبود ہم سے ناراض ہو گئے ہیں اور اس وجہ سے ہماری قوم کے لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو یہ ہیں اس کے معنی کہ جیسے آپ دیکھئے کہ آیت نمبر 18 سورت یٰسٓ میں بھی ایک قوم کا ذکر آتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں سے کہتی ہے **قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ** ؕ ہم نے تم کو منحوس پایا ہے اسی طرح فرعون کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتی تھی **فَإِذَا جَآءَتْهُمُ ٱلْحَسَنَةُ قَالُوا۟ لَنَا هَٰذِهِۦ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا۟ بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ ۗ أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ ٱللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (131- سورت الاعراف)** جب ان پر کوئی اچھا وقت آتا تو کہتے ہیں ہمارے لئے یہی ہے اور جب کوئی مصیبت آجاتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اس نحوست کا ذمہ دار ٹھہراتے اور قریب قریب یہی باتیں اہل مکہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے ان کے بارے میں کہتے تھے تو انہوں نے بھی کیا کہا کہ ہماری بدشگونی کیا ہے؟ تم اور تمہارے ساتھی حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر اگر قحط آ گیا ہے ہم پر کوئی مصیبت آ رہی ہے ہم پریشان حال ہیں ہمارے معبود اب ہم سے ناراض ہو گئے ہیں کیونکہ تم نے ہمارے دین آبائی کے خلاف بغاوت شروع کر دی ہے اور اس کے ایک معنی کیا ہیں کہ تمہارے آتے ہی ہماری قوم میں تفرقہ پیدا ہو گیا پھوٹ پڑ گئی ہے اس سے پہلے تو ہم اکٹھے تھے ایسے تمہارے برے قدم آئے کہ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا بیٹا باپ سے کٹ گیا تو قوم کے اندر ایک نئی قوم پیدا ہو گئی تو یہی بات تھی جو اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہی تھی اور ایک وفد ابو طالب کے پاس بھی گیا تھا اور اس نے جا کر یہی تو کہا تھا کہ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو جس نے تمہارے دین اور تمہارے باپ دادا کے دین کی مخالفت کی ہے اور تمہاری قوم میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ساری قوم کو بیوقوف قرار دیا ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ اس طرح ہر دور میں ہوتا رہا حتیٰ کہ حج کے موقع پر جب کفار مکہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں باہر سے حج کرنے والے خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے کیا طے کیا تھا؟ کہ باہر سے آنے والوں سے بس یہی کہیں گے کہ یہ شخص جادو گر ہے اس کے جادو کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بیٹا باپ سے بھائی بھائی سے بیوی شوہر سے اور آدمی اپنے سارے خاندان سے کٹ جاتا ہے تو یہ بھی کیا کرتے تھے کہ حضرت صالح علیہ السلام کو جو ایمان کی دعوت دے رہے تھے جو پیغمبری کا فریضہ سر انجام دے رہے تھے ان کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بد شگونی سمجھتے تھے تو یہ تھا ان کا طریقہ تو کیا کہا **قَالَ طَٰٓئِرُكُمْ عِندَ ٱللَّهِ** حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا **طائر** جو ہے وہ اللہ کے پاس ہے **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ بلکہ** اصل بات یہ ہے کہ تمہاری قوم کی آزمائش ہو رہی ہے تم فتنے میں ڈالے گئے ہو یہ جو ہے **قَالَ طَٰٓئِرُكُمْ عِندَ ٱللَّهِ** کہ تمہارا طائر اللہ کے پاس ہے اس کے کیا معنی ہیں ؟ یعنی تمہارا نیک اور بد شگون کا جو رشتہ ہے اس کا جو سرا ہے وہ اللہ کے پاس ہے تو یہ مطلب ہے کہ اہل ایمان نحوست کا باعث نہیں ہیں جیسا تم سمجھتے ہو اس کا اصل سبب اللہ ہی کے پاس ہے کیونکہ قضاء، تقدیر اللہ کے اختیار میں ہے اگر اب تم پر قحط آگیا ہے تم پر

نحوست چھائی ہوئی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی وجہ تمہارا کفر ہے تمہارا انکار ہے کیونکہ آپ نے پچھلے ہی سبق میں یہ بات پڑھی ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تمہیں زیادہ دے گا اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تمہیں محروم کرے گا۔ تو اللہ تعالی نے جو اپنی نعمتوں کی بارش تم سے روک لی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے کہ تم کفر کر رہے ہو تو تمہارے عملوں کا رشتہ اللہ کے پاس ہے تمہارے اپنے رویے ہیں جو تم بنا رہے ہو جو تم بگاڑ رہے ہو یہ بات نہیں ہے کہ ہماری وجہ سے تم مصیبت میں پڑ گئے ہو بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کیا کر رہے ہیں تمہارا امتحان لے رہے ہیں اور پھر یہ والی بات کہنا **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ** کہ تم ایسی قوم ہو جو کے آزمائش میں ڈالے گئے ہو اس کے معنی کیا ہیں ؟ یعنی قوموں پر نرم سخت دن آتے ہی رہتے ہیں اور اس کا یہ تھوڑی مطلب ہے کہ میری وجہ سے تم پر آئے ہیں بلکہ کیا ہے کہ اللہ تعالی آزمائش کرتے ہی رہتے ہیں اور آپ دیکھ لیں **تُفْتَنُونَ۔(ف ت ن)** سے ہے اور کیا ہے اس کا معنی کہ سونے کو بھٹی میں پگھلانا اس کو گرم کرنا اتنا زیادہ درجہ حرارت ہو کہ جس میں سونا پگھل جائے تو عام جو درجہ حرارت ہوتا ہے اس میں تو سونا نہیں پگھلتا 400 سے اوپر یہ جا کر پگھلتا ہے 100 پر یا اس سے قریب پر تو پانی ابلنے لگتا ہے لیکن سونے کو پگھلانے کے لئے درجہ حرارت بہت زیادہ کرنا پڑتا ہے تو لوگوں کے رویوں کے مطابق اسی درجہ کی ان پر آزمائش آتی ہے نبیوں کو بھی سخت آزمایا گیا ایمان لانے والوں کو بھی اسی طرح کفر کرنے والے ان کی بھی سخت آزمائش ہے تو اصل بات کیا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہماری وجہ سے تم پر کوئی آزمائش آ رہی ہے بلکہ یہ سرا ، رشتہ تقدیر کا، تدبیر کا یہ بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اللہ کی مشیئت ہے یہ اللہ کی حکمت ہے ہماری وجہ سے نہیں ہے اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کر رہے ہیں آزمائشوں میں ڈال کر اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہارے اندر حق کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے کہ نہیں ایسا تو نہیں کہ تم مردہ ہو تم دفن کرنے کے لائق ہو کہ تمہیں ختم ہی کر دیا جائے تو یہ اصل بات **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ** کہ تم لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے تو مختلف امتحان ہیں جیسے قحط آگیا تو کیا مطلب ہے کہ اب تم قحط کے دنوں میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہو کہ نہیں اللہ سے تعلق قائم کرتے ہو کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ کبھی اچھے دن دکھاتے ہیں اورکبھی برے دن دکھاتے ہیں یہ اللہ کا قانونِ امہال ہے اور مقصد کیا ہے یہ دیکھنا کہ تم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہو کہ نہیں تم حق کو قبول کرتے ہو کہ نہیں یا پھر باطل پر جمے رہتے ہو **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ** بلکہ تم ہی وہ قوم ہو جو آزمائش میں ڈالے گئے ہو تو وہ قوم جو قومِ ثمود کے نام سے یاد کی جاتی ہے کوئی معمولی قوم تھوڑی تھی بلکہ کیا تھا کہ بڑے ہی اس کے اندر جتھے تھے اور بڑے ہی ان کے اندر سردار تھے اور بہت ہی سخت یہ لوگ انکار کرنے والے تھے

آیت نمبر 48. وَكَانَ فِى ٱلْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ
ترجمہ۔ اُس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے

وَكَانَ فِى ٱلْمَدِينَةِ اور تھے اس شہر میں **تِسْعَةُ رَهْطٍ** نو جتھے دار تھے **يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ** وہ کرتے کیا تھے؟ زمین میں فَسَاد کرتے تھے **وَلَا يُصْلِحُونَ** اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے اب آپ دیکھ لیجئے کہ وہ قومِ ثمود جو کہ حجر نامی بستی میں رہتی تھی اسے **أُمُّ الْقُرَى** بھی کہا جاتا ہے یہ مکہ سے شام جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہے اس شہر میں ایسے 9 بدمعاش ٹائپ چوہدری تھے 9 سرغنے تھے بہت ہی بری خصلت رکھنے والے چوہدری تھے اب آپ دیکھئے کہ یہاں یہ **رَهْطٍ** کا لفظ استعمال کیا گیا جو

جماعت کے معنی دیتا ہے اور مفسیرین کہتے ہیں یہاں 9 اشخاص میں سے ہر شخص کو **رھط** کے نام سے یاد کیا گیا کیوں یہ لوگ اپنی مال و دولت میں، اپنے خادموں کی کثرت میں، اپنے غلاموں کے سبب کی وجہ سے قوم میں بڑے مانے جاتے تھے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ جماعتیں تھیں اس لئے 9 آدمیوں کو 9 جماعتیں کہا اور یہ قوم حضرت صالح علیہ السلام کی جو بستی حجر نامی بستی تھی جس کو **حَجَّر** بھی آپ کہتے ہیں کہ جیسے پتھر اور پہاڑی علاقہ اور میدانی علاقہ ہر ایک میں یہ حکومت کر رہے تھے تو وہاں پر یہ بڑے ہی معروف تھے اب آپ دیکھ لیں کہ **رھط** کے معنی قبیلے کے بھی آتے ہیں، خاندان کے بھی آتے ہیں ،گروہ کے بھی آتے ہیں تو اب ان کے اندر نو **رھط** تھے نو سردار تھے، نو لوگ تھے جو کہ برائی میں بڑے عروج کو پہنچے ہوئے تھے اور ان 9 میں سے ایک کا نام کیا تھا جو ان میں سب سے زیادہ سرکردہ تھا؟ آپ پچھلے سبق میں پڑھ چکی ہیں۔ قدار کون تھا سب سے بڑا بدبخت اور حرامی جس نے اللّٰہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور باقی 8 سرغنے اسی قدار کے معاون تھے ، اس کے ساتھ تعاون کرتے تھے پھر آپ دیکھیں یہاں پر اللّٰہ تعالی نے یہ کیوں کہا کہ اس شہر میں 9 جتھے دار تھے 9 ان کے اندر گروہ تھے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ یہ 9 چیدا چیدا بدمعاش تھے جو بدمعاشی کرتے تھے وہ غلط کام کرتے تھے اللّٰہ تعالی کہتے ہیں **يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ** جو زمین میں فساد پیدا کر رہے تھے تو ان کا کونسا کردار ہمارے سامنے آتا ہے کہ یہ زمین کے اندر فساد پیدا کرنے والے تھے پھر زمین میں یہ فساد کیسے پیدا کرتے تھے ؟ یہ سارے کام شرک والے کرتے تھے اور کفر والے کرتے تھے یہ لوگوں کو توحید قبول کرنے ہی نہیں دیتے تھے چاہتے ہی نہیں تھے کہ لوگ توحید قبول کریں پھر دوسری بات کیا کرتے تھے کہ اگر کسی نے ان کی مرضی کے خلاف کیا تو اس کو ویسے ہی تباہ و برباد کر دیتے تھے اس کو قتل کر دیتے تھے اور پھر اس کے بعد اور کیا کرتے تھے کہ وہ لوگ چوری ڈاکے کرتے تھے تو یعنی ایک کام نہیں بلکہ یہ قوم بے شمار ایسے کام کر رہی تھی اور اگر کسی قوم کے اندر ایسے امیر پیدا ہو جائیں تو آپ سوچیں کہ پھر اس قوم کا کیا حال ہوگا تو وہ قوم میں فساد تو پیدا کرتے تھے لیکن **وَلَا يُصْلِحُونَ** اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے تھے اور اگر آپ اپنے معاشرےمیں چوہدری قسم کے لوگوں کا حال دیکھیں تو چوہدری قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو پڑھائیں گے لیکن جو ان کے مطیع لوگ ہوتے ہیں ان کے بچوں کو پڑھنے ہی نہیں دیں گے تاکہ یہ لوگ غلامی کی زندگی بسر کرتے رہیں اور ان کو شعور نہ ہو ان کو پتہ ہی نہ چلے اور اپنے غلط کاموں کے لئے ان کو استعمال کریں گے کیونکہ اگر ان کو شعور ہو گیا اگر ان کو دین کا، اللّٰہ کا، آخرت کا احساس پیدا ہو گیا تو یہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے تو آپ دیکھ لیں کہ ہمارے ہاں بھی معاشرے میں اس طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں کہ خود وہ برے ہوتے ہیں اور نیکی کو پلنے نہیں دیتے، نیکی کو بڑھنے نہیں دیتے اور برائی کو پھیلاتے چلے جاتے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ 9 لوگ تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے تھے اور کوئی اصلاح کا کام نہیں کرتے تھے **وَلَا يُصْلِحُونَ** اس سلسلے میں آپ یہ بات دیکھیں کہ جیسے اونٹنی کا ان لوگوں نے جو مطالبہ کیا تھا اور معجزہ ملا اور معجزہ کی بے حرمتی کیسے ہوئی کہ سارے سردار جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر دیا جائے تو آپ سوچیں کتنا بڑا ان کا یہ ظلم تھا کہ معجزہ مانگا اپنے منہ سے اور پھر اللّٰہ کے مقابلے پر آ کر اٹھ کھڑے ہوئے مثلاً حضرت عبداللّٰہ بن زمعہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے خطبے کے دوران میں اونٹنی کا اور اسے قتل کرنے والے کا ذکر کیا اور پھر فرمایا اسے قتل کرنے کے لئے ایک دلیر سردار اٹھا جس کی بات مانی جاتی تھی جیسے قریش میں ابو زمعہ ہے اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ سرداروں کی باتیں مانی جاتی ہیں لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور مکی دور

میں بھی جو سردار تھے لوگ ان کی اطاعت کر تے تھے لوگ ان کے پیچھے لگے ہوئےتھےاور وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے ہوئے تھے

آیت نمبر 49. قَالُواْ تَقَاسَمُواْ بِٱللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُۥ وَأَهْلَهُۥ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِۦ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِۦ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ
ترجمہ۔ انہوں نے آپس میں کہا "خدا کی قسم کھا کر عہد کر لو کہ ہم حضرت صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے اور پھر اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم اس خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے، ہم بالکل سچ کہتے ہیں"

قَالُواْ وہ بولے **تَقَاسَمُواْ بِٱللَّهِ** کہ قسم کھاؤ اللّٰہ کی **تَقَاسَمُواْ** آپس میں قسم کھانا۔ آؤ سب مل کر قسم کھائیں آؤ اللّٰہ کے نام کا عہد کریں اللّٰہ کے نام کی قسم کھائیں اور وہ قسم کس لئے کھانا چاہتے تھے **لَنُبَيِّتَنَّهُۥ وَأَهْلَهُ** کہ ہم ضرور بہ ضرور رات کو جا پڑیں گے، رات کو جا کر لے لیں گے اس کو **"ہ "** کی ضمیر حضرت صالح علیہ السلام کے لئے **وَأَهْلَهُ** اور اس کے گھر والوں کو **ثُمَّ لَنَقُولَنَّ** پھر ہم ضرور بہ ضرور کہہ دیں گے **لِوَلِيِّهِۦ** اس کے ولی سے **مَا شَهِدْنَا** ہم موجود ہی نہیں تھے **مَهْلِكَ** اس کی ہلاکت کے موقع پر **وَأَهْلَهُ** اس کے خاندان کی ہم اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہیں تھے **وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ** اور ہم با لکل سچ کہتے ہیں اب آپ دیکھ لیجئے انہوں نے سب سے پہلے اُونٹنی کو قتل کیا اور حضرت صالح علیہ السلام نے کیا کیا کہ جب انہوں نے اُونٹنی کو قتل کیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا **فَقَالَ تَمَتَّعُواْ فِى دَارِكُمْ ثَلَٰثَةَ أَيَّامٍ** (65- سورت ھود)کہ اپنے گھروں میں تین دن اور فائدہ اٹھالو یعنی ان کے پاس 3 دن کی مہلت تھی لیکن انہوں نے اس پر یقین نہ کیا شام ہوئی جب تیسرے دن کی تو انہوں نے کیا کیا انہوں نے پروگرام بنایا کہ حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کر دیا جائے چنانچہ سب قسمیں کھا کر کہنے لگے **لَنُبَيِّتَنَّهُۥ وَأَهْلَهُ** کہ ہم ضرور بہ ضرور رات کو حضرت صالح علیہ السلام کے گھر میں گھس کر آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو شہید کر دیں گے اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں پہ **لَنُبَيِّتَنَّهُۥ** مارنے کے معنی کیسے دے رہا ہے کیسے پتہ چل رہا ہے یہاں پر کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم شہید کر دیں گے اصل میں **بَاتَ، يَبِتُ** ہوتا ہے رات گزارنا **يَبِتُ** کے معنی ہوتے ہیں رات کا کچھ حصہ گزرنے پر گھر پر جمع ہو کر کسی معاملے میں مشورہ کرنا اور اس کے دوسرے معنی ہوتے ہیں شَب خون مارنا یعنی اب رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ کہیں ا کٹھے ہوکر مشورہ کر رہے ہیں تو گویا کہ کوئی بڑی عجیب بات ہے تو اس لفظ پر جب شد بھی آجاتی ہے تو یہ لفظ معنی دیتا ہے رات کے وقت کسی پر حملہ کرنا تو انہوں نے کیا کہا **لَنُبَيِّتَنَّهُۥ** کہ ہم ضرور رات کے وقت اس پر حملہ کریں گے اور آپ کے گھر والوں پر بھی اور پھر یہ کیوں کہا یعنی جب وہ اتنے بدمعاش قسم کے تھے اتنے برے تھے، فسادی تھے جتھے دار تھے اب وہ ڈر کیوں رہے تھے کہ جب پوچھیں گے ان کے ولی تو کہہ دیں گے **مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِۦ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ** کہ ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر ہم وہاں موجود ہی نہیں تھے **وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ** اور ہم سچے ہیں یہی بات آپ نے سورت یوسف میں بھی پڑھی تھی انہوں نے کہا تھا کہ ہم تو سچے ہیں اور آپ نے یہی بات اور کہاں پڑھی کہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بھی انہوں نے کیا کہا تھا اہل مکہ نے جب دیکھا کہ آپ کی دعوت پھیلتی چلی جا رہی ہے اور کوئی ان کا حربہ کارگر نہیں ہوا تو انہوں نے مل کر کیا سازش کی تھی جب لوگ ہجرت کر رہے تھے تو انہوں نے رسول اللّٰہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے بالکل ایسی سازش کی تھی کہ سب قبیلوں کے لوگ مل کر آپ پر حملہ کریں تاکہ بنی ہاشم کسی ایک قبیلے کو ملزم قرار نہ دے سکیں اور پھر سب قبیلوں سے وہ بیک وقت لڑ نہیں سکیں گے اور اگر وہ دیت مانگیں گے تو کیا ہوگا کہ ایک سے تو قتل کا بدلہ لے نہیں سکتے کہ سب مل کر

حملہ کر رہے ہیں اور دیت مانگیں گے تو دیکھا جائے گا۔ پھر مل کر دینی کونسی مشکل ہوگی اور آپ ان کے درمیان سے سورت یٰسٓ پڑھتے ہوئے خاموشی نکل گئے اور ان کو پتہ بھی نہ چلا تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی جس کو بچانا چاہے اس کو کوئی چکھ نہیں سکتا اس کو کوئی مار نہیں سکتا اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو اب آپ دیکھیں کہ وہ اتنے برے تھے ان کو فکر اس بات کی تھی کہ قتل تو کریں گے لیکن ہمیں جھوٹا بھی قرار نہیں پانا چاہئے کسی کو بھی ہمیں جھوٹا نہیں کہنا چاہئے اب آپ دیکھ لیجئے کہ غلط کام کر رہے ہیں لیکن چاہ یہ رہے ہیں کہ پتہ بھی نہ چلے کہ ہم غلط کام کرتے ہیں چوہدری قسم کے لوگ بھی ایسے ہی کرتے ہیں لوگوں کو خرید لیتے ہیں لوگوں کو بیچ دیتے ہیں اور پھر ان کے جولوگ ہوتے ہیں وہ جا کر لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں تو پھر وہ کہتے ہیں اچھا ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلا آپ سے پتہ چل رہا ہے کہ فلاں قتل ہو گیااور صلاح الدین کون تھے آپ دیکھیں کہ بڑے بڑے جرنیلوں کو بھی شہید کر دیا گیا پھر اسی طرح ڈاکٹر غلام مرتضی ان کو بھی شہید کر دیا گیا چند ہزار کے عوض چند ہزار پاکستانی سکوں کے عوض ان کو بھی شہید کر دیا گیا ڈاکٹر نذیر شہید، پھر حکیم سعید کو شہید کر دیا تو بے شمار لوگ ہیں تو امت مسلمہ کی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے کہ لوگوں کو راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیجئے ان پر بھی حملہ ہوا۔ تو بہرحال انہوں نے یہی منصوبہ بندی کی اور ساتھ ہی کہا کہ ہم کہیں گے موجود بھی نہیں تھے **وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ** اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں تو یہ تھی کہ ہم مجرم نہ بن سکیں اور ان کے جو ولی ہیں جب ہم سے مطالبہ کریں گے دیت کا تو ہم کہیں گے ہمیں تو پتہ ہی نہیں تو ہم موجود ہی نہیں تھے تو پھر یہ کیسے کریں پھر اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں

آیت نمبر 50. وَمَكَرُواْ مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
ترجمہ۔ یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی

یہاں پر اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ ایک طرف ان فسادیوں کی چال تھی اور دوسری طرف اللہ کی تدبیر تھی **وَمَكَرُواْ مَكْرًا** یہ چال چلے کون؟ یہ جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے **تِسْعَةُ رَهْطٍ** تھے جو 9 سردار تھے انہوں نے یہ چال چلی اور دوسری چال کس نے چلی **وَمَكَرْنَا مَكْرًا** اور ہم نے چلی چال۔ تو آپ دیکھ لیں کہ ایک طرف ان کی تدبیر تھی اور دوسری طرف اللہ تعالی کی تدبیر تھی اور یہاں پر مکر کا لفظ استعمال ہوا ہے اور فعل میں بھی استعمال ہوا ہے اور اسم میں بھی استعمال ہوا ہے **وَمَكَرُواْ** فعل ہے **وَمَكَرْنَا** فعل ہے تو پھر اس کے بعد دونوں جگہ میں **مَكْرًا** یہ اسم ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر صرف **وَمَكَرُواْ** اور **وَمَكَرْنَا** آتا تو بھی اس کے اندر تدبیر کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے پھر دوبارہ بات کہی کہ ایک چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی تو اب آپ دیکھیں کہ **مکر** کے معنی کیا ہیں کسی کام کو سر انجام دینے کے لئے حیلہ جوئی کرنا، دھوکہ کرنا ،کسی کو خفیہ طریقے سے ناپسندیدہ چیز میں دوچار کر دینا اور یہ لفظ عموماً برے مفہوم میں آتا ہے **مکر** کا لفظ مکار ،فریب کار کے لئے آتا ہے اور اگر اللہ کی طرف اس کی نسبت ہو تو یہ جوابی کاروائی کے لئے آتا ہے کہ جب مکار مکاری کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جواب میں کیا کرتے ہیں؟ پھر اس کا توڑ کرتے ہیں گو کہ مکر لفظ اچھے مقصد کے لئے بھی آتا ہے اور برے مقصد کے لئے بھی لیکن اکثر برے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے **وَمَكَرُواْ مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔** پھر ہم نے بھی ایک چال چلی **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** جس کی انہیں خبر بھی نہ تھی۔ یہ کون سی چال ہے جو اللہ تعالی نے چلی کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی اصل بات کیا تھی کہ انہوں نے کیا کیا کہ پہلے تو اونٹنی کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد ان کو 3 دن کی مہلت

جو حضرت صالح علیہ السلام نے دی تھی اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم پر اس سے پہلے کہ صالح کا عذاب آئے ویسے تو آنے والا ہے نہیں، اس سے پہلے کہ وہ عذاب آئے تو کیوں نہ اونٹنی کی طرح اس کا بھی کام تمام کر دیں (نعوذ باللہ) تو مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اسی لئے انہوں نے وہی رات تجویز کی جس رات عذاب آنا تھا کہ کسی طرح ان کو ختم کر دیا جائے اور اسی رات ان پر اللہ کا عذاب آ گیا اللہ تعالی کا ایسے عذاب آیا کہ وہ کیا سمجھ رہے تھے؟ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہمارے لئے رحمت آ رہی ہے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہمارے پاس بادل ،سایہ آ رہا ہے لیکن اللہ تعالی نے کیا کیا کہ ان پر عذاب بھیجا اور ایسا عذاب کہ ان کو باڑھ والی سوکھی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی باڑھ کی طرح کر دیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِى وَنُذُرِ (30) إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَكَانُوا۟ كَهَشِيمِ ٱلْمُحْتَظِرِ (31) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (32- سورت القمر) تو یہ جو چال ہے اس سے مراد کیا ہے عذاب یعنی اللہ تعالی نے جو تدبیر ان پر کی تو مفسرین بتاتے ہیں کہ جن افراد نے حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش کی تھی اللہ تعالی نے ان پر ان کی قوم سے پہلے ہی عذاب نازل کیا اور ان پر پتھر برسا کر ان کو کچل ڈالا اور تباہ کر دیا جب مہلت کا پہلا دن یعنی جمعرات کا دن آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے جیسے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا شام ہوئی انہوں نے کہا مہلت کا ایک دن تو گزر گیا دوسرے دن جمعہ کی صبح ہوئی ان کے چہرے سرخ ہو گئے شام ہوئی تو انہوں نے کہا لو مہلت کے دو دن گزر گئے جب مہلت کا تیسرا دن آیا ہفتے کی صبح ہوئی ان کے چہرے سیاہ ہوگئے شام ہوئی انہوں نے کہا کہ صالح کی دی ہوئی مہلت ختم ہو گئی تین دن پورے ہوگئے جب اتوار کی صبح ہوئی تو انہوں نے خوشبو لگائی اور تیار ہو کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں کون سا عذاب آتا ہے انہیں معلوم بھی نہیں تھا ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے اور ان پر کس طرف سے عذاب آنے والا ہے۔ جب سورج طلوع ہوا تو آسمان سے ایک شدید آواز آئی **صیحہ** اور نیچے سے زلزلہ آیا یعنی ایسا نہیں تھا کہ صرف **صیحہ** آیا بلکہ ساتھ ہی کیا تھا کہ ان پر زلزلہ آیا اور جب ان پر آسمان سے شدید آواز اور نیچے سے شدید زلزلہ آیا تمام لوگوں کی روحیں پرواز کر گئیں وہ مر کر بے حس و حرکت اور خاموش ہو گئے وہ اپنے گھروں میں جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے کے بیٹھے بے جان جسموں میں تبدیل ہو گئے حرکت بھی نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کہتے ہیں **كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا۟ فِيهَآ** ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اپنی آبادی میں اپنی بستی میں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ ٱلنَّٰصِحِينَ (79 -سورت الاعراف) پھر حضرت صالح علیہ السلام ان کی تباہی اور بربادی پر افسوس کرتے ہوئے وہ وہاں سے چلے گئے تو یہ ہے بات اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اور انہیں خبر بھی نہ تھی کہ ان پر کیسے عذاب آنے والا ہے اور کیسا عذاب آیا

آیت51 -فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ

ترجمہ۔ اب دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے تباہ کر کے رکھ دیا اُن کو اور ان کی پوری قوم کو

فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ مَكْرِهِمْ اب دیکھ لو کہ ان کی چال کا کیا انجام ہوا کیسی تھی ان کی چال کہ اب ایک طرف اللہ کے معجزے کو اونٹنی کو قتل کر دیا اس کو جھٹلایا دوسری طرف حضرت صالح علیہ السلام کے پیچھے تھے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَٱنظُرْ** پس دیکھ **كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ مَكْرِهِمْ** کہ کیا تھا انجام ان کے مکر کا ان کی مکاری کا **أَنَّا دَمَّرْنَٰهُمْ** ہم نے ان کو تباہ کر کے رکھ دیا اب آپ دیکھ لیں کہ یہاں پر کیا کہا

جا رہا ہے کہ **دَمَّرۡنٰـهُمۡ** کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کیا کہ پورا کا پورا ان کو ختم کر کے رکھ دیا اللہ تعالیٰ جب کسی کو تباہ کرتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کو ختم کرتا ہے، تو کیسے تباہ کرتا ہے بالکل ہی جیسے یہاں پر آپ دیکھیں شد بھی ہے **أَنَّا دَمَّرۡنَـٰهُمۡ** ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا بالکل ہی ان کو ختم کر کے رکھ دیا غارت کر دیا اور اس میں 9 لوگ ہی شامل نہیں تھے پوری قوم شامل تھی کیونکہ قوم بھی منصوبۂ قتل میں شریک تھی منصوبہ تو خفیہ بنا لیکن جب اس پر عمل کرنے لگے تو قوم بھی اس میں شامل ہو گئ تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے کہا **أَنَّا دَمَّرۡنٰـهُمۡ وَقَوۡمَـهُمۡ أَجۡمَعِينَ** ان 9 لوگوں کو بھی ہلاک کیا **دَمَّرۡنَـٰهُمۡ** ان 9 سرداروں کو بھی، **رھط** کو بھی، **وَقَوۡمَـهُمۡ** ان کی قوم کو **أَجۡمَعِينَ** سب کے سب کو ۔

آیت نمبر 52. فَتِلْكَ بُيُوتُـهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
ترجمہ۔ وہ اُن کے گھر خالی پڑے ہیں اُس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے، اس میں ایک نشان عبرت ہے اُن لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں

فَتِلْكَ بُيُوتُـهُمْ پس یہ ہیں ان کے گھر **خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا** خالی پڑے ہوئے ہیں بے آباد ہیں اور ان کے گھر خالی کیوں ہیں؟ ان کے گھر بے آباد کیوں ہیں؟ **بِمَا ظَلَمُوٓاْ** ان کے ظلم کی وجہ سے اللہ ایسے ہی تھوڑی لوگوں کے گھروں کو بے آباد کر دیتا ہے یہ جو **خَاوِيَةً** ہے **(خ و ی)** سے ہے اور اس کے معنی کیا ہوتے ہیں یعنی کوئی بھی دو چیزوں کے درمیان خالی جگہ کو کہتے ہیں تو خَاوِيَةً۔ **خَوَاءُ الدَّارُ** کے معنی ہوتے ہیں ایسا مکان جو گر جائے جو بے آباد اور ویران ہو آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں سورت البقرہ آیت 259 میں **أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا** اور جو گھر بے آباد ہے تو ہوتا کیا ہے ویران ہے بے آباد ہے تو وہ گرنا شروع ہو جاتا ہے چیز یں پڑی پڑی ان میں زنگ لگنا شروع جاتا ہے تو اصل بات کیا تھی **فَتِلْكَ بُيُوتُـهُمْ** اللہ تعالیٰ کہتے ہیں وہ رہے ان کے گھر اس قوم کے ،ان سرداروں کے گھر خَاوِيَةً خالی پڑے ہوئے ہیں **بِمَا ظَلَمُوٓاْ** جو انہوں نے ظلم کیا تو ظلم کیا کیا؟ توحید کا انکار، پیغمبر کا انکار، معجزہ کا انکار اور یہاں پہ یہ کیوں کہا خاص طور پہ کہ ان کے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ قوم بڑے خوبصورت گھر بناتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو کیا کیا تھا؟ قومِ عاد کا جانشین بنایا تھا ان کے گھر بڑے ہی خوبصورت گھر تھے پہاڑوں کو تراش تراش کر اور فنِ تعمیر کے یہ ماہر تھے **وَ ثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ** تو اتنے خوبصورت گھر بنانے والے اب ان کے گھروں کا ہوا کیا کہ وہ کھنڈر ہو گئے وہ بے آباد ہو گئے وہ گھر برباد ہو گئے اب وہ گھر خالی پڑے ہوئے **خَاوِيَةً** وہ خالی پڑے ہوئے **بِمَا ظَلَمُوٓاْ** ان کے عمل کی وجہ سے ان کے ظلم کی وجہ سے **إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً** بے شک اس میں ایک نشانی ہے ایک عبرت ہے **لَـَٔايَةً لِّقَوۡمٍ يَعۡلَمُونَ** ایک ایسی قوم کے لئے جو کہ علم رکھنے والی ہے